اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۹) مطبوعہ ۴ - مارچ ۱۸۹۸ء بروز جمعہ جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

کتاب اُمہات مومنین جسکی انتظار ہی ایک مدت سے ہو رہی تھی اب شائقین کے مطالعہ سے گذر رہی ہے - اس کتاب کے متعلق ہم اپنے محمدی بھائیوں کی خدمت میں یہہ عرض کرنا چاہتے ہیں اور بڑی منت سے - کہ وہ اس کتاب کو بڑی توجہہ سے اور دل کو تعصب اور مخالفت کی روح سے آزاد کر کے پڑھیں +

(۱) ہم یہہ چاہتے ہیں کہ اس کتاب کو پڑہتے وقت محمدی اس بات کو مد نظر رکھیں کہ وسیلہ اور مقصود دو مختلف چیزیں ہیں - وسیلہ ہمکو اُس بات تک پہنچاتا ہے جو مقصود ہوتی ہے - ہم خواہاں اور طالب وسیلے کے نہیں بلکہ مقصود کے ہیں سو اگر وسیلہ مقصود تک پہنچانے میں قاصر نکلے تو ہمارا فرض ہے (بشرطیکہ ہم اُس مقصود کو حاصل کرنا چاہتے ہیں) کہ ہم اُس وسیلہ کو چھوڑیں اور نیا وسیلہ اختیار کریں - جو بات ہمکو مطلوب ہے سو نجات اور ہمیشہ کی زندگی ہے نہ کہ یہہ شخص یا وہ شخص - پس اگر یہہ شخص یا وہ شخص وہ اوصاف نہیں رکھتا جو اُس وسیلہ میں ہونے چاہئیں جو ہمکو نجات تک پہنچاتا ہے - تو مناسب ہے کہ ہم اُسے چھوڑ کر اُس شخص کی پیروی اختیار کریں جس میں اوصاف مطلوبہ موجود ہیں +

۲ - ہم یہہ منت کرتے ہیں کہ ہمارے محمدی بھائی اِس کتاب کو پڑہتے وقت ہٹ دھرمی کو کام میں نہ لائیں - اگر وہ پہلے ہی سے اِس خیال کو اپنے دل میں جگہہ دینگے کہ ہم اِس کتاب پر حملہ کرینگے محمد صاحب کی خصلت کو اُن اعتراضوں سے جو اس کتاب میں قلمبند ہیں بری کرینگے - اگر وہ ایسے خیالات دل میں رکھکر اِس کتاب کو پڑھیں گے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا - بلکہ غضب اور غصّہ اور قہر اُن کے دِل میں پیدا ہوگا - اور اس سے بجز بُرے نتایج کے اور کچھ بر آمد نہ ہوگا +

۳ - مسیحی مذہب کی ایک بڑی خوبی یہہ ہے کہ اُس میں وسیلہ اور مقصود دو جداگانہ چیزیں نہیں بلکہ جو وسیلہ ہے وہی مقصود ہے اور جو مقصود ہے وہی وسیلہ ہے - وہ اپنے سالکوں کو سلک کے شروع میں وسیلہ کی صورت میں ملتا ہے اور جوں جوں اِس سلک میں اُن کے ساتھ آگے چلتا ہے وہ اپنے تئیں اُن پر بتدریج ظاہر کرتا جاتا ہے حتّٰی کہ آخر کار اُسکے پیرو کو اُسکا پورا پورا عرفان حاصل ہوتا اور اُس پر یہہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ میرا وسیلہ ہی میرا مقصود ہے - اسی کو پانا ہمیشہ کی زندگی اور نجات ہے - یہی میرا مالک اور یہی میرا خدا ہے ہر ایک مذہب میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ تعظیم اور وہ عزت اور وہ عبادت جو خدا کو ملنی چاہئے لوگ قریب قریب اپنے گوروؤں اور ہادیوں کو دیتے ہیں - گو لوگ اس کا انکار کریں مگر دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ عملی طور پر گورو یا اُستاد یا نبی (جو کچھ کہو) خدا کی جگہہ لئے بیٹھے ہیں - وسیلہ مقصود بن جاتا ہے مگر یہہ کیا ہے؟ کیا یہہ بت پرستی نہیں؟ بدترین قسم کی - اور انسان اس سے چھوٹ نہیں سکتا کیونکہ وہ دیکھے کو اندیکھے کی نسبت زیادہ حقیقی سمجھتا ہے اِس بت پرستی سے ہمکو مسیحی مذہب بچاتا ہے کیونکہ وہاں وسیلہ بھی خدا ہے اور مقصود بھی خدا وسیلہ کی پرستش کریں تو خدا کی پرستش کرتے ہیں - اور اگر مقصود کی پرستش کریں تو تب بھی خدا کی پرستش کرتے ہیں +

نورِ افشاںؔ

پادری۔ اے۔ ایچ۔ ویگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب۔ } اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب۔ پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب۔ } ایڈیٹرز

طریقِ تسلیم

طریق تسلیم ابنڈریو مرے صاحب کی مشہور کتاب ابسولیوٹ سرنڈر کا ترجمہ ہے۔ اِس کتاب کے لطف اور خوبی سے وہی لوگ واقف ہیں جنہوں نے اِس کو پڑھا ہے۔ یہہ سب جانتے ہیں۔ کہ مسٹر مرے صاحب کی کتابوں میں روحانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور جو فایدہ اِن سے مسیحی دنیا کو پہنچا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ صاحب موصوف کلام الہٰی کے عمیق مطالب اور گہرے معانی کو ایسی سادگی سے بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے والا نہ صرف اُن کے مطلب کو فوراً سمجھ لیتا ہے بلکہ اُس کی طبیعت جسم اور خون کے کرہ سے نکل کر روحانی عالم کی ہوا میں سانس لیتی ہے۔ اِس کتاب میں مسیحی زندگی کے اُس پہلو کا ذکر ہے جسے بقول مترجم مسیح نے "مسیحی زندگی کی بنیاد ٹھہرایا ہے"۔ ایبسولیوٹ سرنڈر یعنے طریق تسلیم زندگی کی وہ حالت یا اُس کے بسر کرنے کا وہ طریقہ ہے جس سے انسان کا ایک ایک دم اِس شناخت اور اِدراک میں کٹتا ہے کہ میں اپنا نہیں ہوں۔ میں خدا کا ہوں۔ جان اور مال۔ خویش و اقارب۔ عزت اور نام۔ بلکہ اُس کی کل ہستی اور ہستی کے کل تعلقات خدا کے سپرد ہوتے ہیں۔ عزیز سے عزیز چیز اُسکے نام پر وقف۔ پیاری سے پیاری شے اُس کی عزت و جلال کے لئے نذر۔ ہاں کیا جان اور کیا جہان سب کچھ اُس کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے تصدق ہوتا ہے۔ البتہ ایسی زندگی بسر کرنا آسان کام نہیں۔ بڑا مشکل کام ہے۔ بلکہ ہم ایسی زندگی کا نام ہی سنکر گھبرا جاتے ہیں اور کانپ کر دل ہی دل میں یہہ کہنے لگتے ہیں کہ ایسا جیا کب نصیب ہو سکتا ہے۔ مگر یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ خداوند اِسی قسم کی زندگی ہم سے طلب کرتا ہے۔ یہی ہماری ہستی کا کمال ہے۔ مسٹر مرے صاحب اپنی اِس بیش قیمت کتاب میں یہی دکھاتے ہیں۔ کہ اِس قسم کی زندگی ہر ایماندار کے لئے ممکن ہے اور خدا کے فضل اور روح پاک کی قدرت سے یہہ برکت ہر مسیحی کو حاصل ہو سکتی ہے۔ کوئی غریب ایسا نہیں جو اِس دولت کو حاصل نہ کر سکے اور نہ کوئی امیر ایسا ہے جو اِس خود انکاری کے سبق کو نہ سیکھ سکے۔ عین اُس حالت میں جب کہ وہ مال و منال کے ڈھیروں سے گھرا ہوا اور جاہ و جلال کی مسند پر بصد تزک و شان متمکن ہو۔ جب کہ اُس کی بہادری اور شجاعت اُس کی فیاضی اور سخاوت کا ڈنکا چہار سو بج رہا ہو۔ جب کہ اُس کے مکارم اخلاق کی میٹھی خوشبو دنیا کے مشام جان کو معطر کرتی ہو۔ جب کہ خادمان جان نثار اور چاکران چابک رفتار آنکھ کے اشارہ سے اُس کی مرضی بجا لاتے ہوں۔ ہاں اگر کسی شخص کو ایسی حالت نصیب ہو جس میں وہ ہر طرح کی دنیاوی نعمتوں کے گویا سمندر میں ڈوبا ہوا ہو تو اُس کے لئے بھی ممکن ہے کہ وہ عین اُس وقت جب کہ اُن کا آفتاب اقبال سمت الراس ہو تسلیم مطلق کی زندگی بسر کرے اور یوں کہے۔ "اے خداوند میں تیرا ہوں اور جو کچھ میرا ہے تیرا ہی ہے"۔

یہہ وہ زندگی نہیں جو تارک الدنیا بنے یا گوشہ نشینی اختیار کرنے۔ یا در دنیا بند کر کے زندگی اور زندگی کے تعلقات سے کوسوں دور رہنے سے پیدا ہوتی ہے اِس قسم کی زندگی بسا اوقات دنیوی افکار و ترددات۔ تاریکی اور یاس۔ اور خانگی رنج و الم کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہہ سچے طریق تسلیم کی زندگی ایسی نہیں ہوتی۔ وہ ایک طرف اُن روحانی اور جسمانی برکات کا جو خدائے کریم کی طرف سے ملتی ہیں لطف اور حظ اُٹھاتی اور اُن کو ودیعت ایزدی سمجھ کر اُن کو قایم اور محفوظ رکھنے میں کوشاں رہتی مگر ساتھ ہی دوسری طرف ہر ایک شے کو خواہ وہ کیسی ہی بیش قیمت اور پیاری کیوں نہ ہو۔ مالک حقیقی کے نام پر چھوڑنے کو تیار رہتی ہے۔ وہ دنیا میں رہتی مگر دنیا کی چیزوں کے لوث سے آلودہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنا رنگ اُن پر جماتی ہے۔ وہ دنیا کی غلام نہیں۔ اُس کے ہر پرزہ کو خداوند کی محبت اور رضا کی رضا کی بجا پہ حرکت میں لاتی ہے۔

اِس کتاب میں اِسی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے مصنف نے بڑی خوبی کے ساتھ پڑھنے والوں کو تین باتوں سے جو ذیل میں درج ہیں آگاہ کیا ہے اور بڑے موثرانہ طور سے اِس زندگی کو حاصل کرنے کی رغبت دلائی ہے۔

(۱) "جسم یعنے نفس کی پیروی اور اپنی مرضی پر چلنا مطلقاً خدا کی مرضی کے خلاف ہے"۔

(۲) "خدا نے مسیح میں جو گناہ سے بچانے پر قادر ہے اور روح القدس میں جو ہمارے اندر سکونت کرتا ہے یہہ انتظام کر دیا کہ طریق تسلیم کی زندگی ہمارے اندر جاری ہو" لہذا ہمکو اُسکا امیدوار رہنا چاہیے۔

(۳) ناکام اور پر نقص زندگی سے انسان ایک لمحہ بھر میں یقینی طور پر خلاصی پا سکتا ہے اور یہہ خلاصی اِسی طرح حاصل ہوتی ہے۔ کہ انسان مسیح پر ایمان لائے اور یہہ تسلیم کرے کہ مسیح کی طاقت جو روح پاک کے وسیلے کام کرتی ہے میرے اندر یہہ تبدیلی پیدا کرنے پر قادر ہے پہلے نکتے کے متعلق وہ اپنے کئی عمدہ اور مفید ریمارکس کے درمیان فرماتے ہیں۔

اِس وقت میں گناہ کے چھوڑ دینے کا ذکر نہیں کرتا



یہہ تم اُس وقت کروگے جب تمہاری دلی تبدیلی ہوجائیگی پہلے میں ایک امر کی توضیح کرنا چاہتا ہوں جس کے معنے بڑے گہرے اور وسیع ہیں۔ بہت لوگ مسیح کو ایک ایسا شخص مانکر قبول کرتے ہیں جو انہیں بچاسکتا اور اُن کی مدد بھی کرسکتا ہے۔ مگر عملی طور پر وہ اُسے اپنا **مالک** ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ہزاروں باتوں میں اپنی مرضی کو مقدم رکھنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ وہ جو چاہتے کہتے اور جو چاہتے کرتے ہیں۔ وہ اپنی ملکیت اور مقبوضات کو اپنی خوشی کے موافق استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ مالک ہیں اور اُنہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں کہا۔ خداوند یسوع میں تیری پیروی کرنے کو سب کچھ چھوڑتا ہوں تاہم مسیح طلب تو یہی کرتا ہے۔ مسیح کے پاس ایسی لامحدود دولت اور جلال ہے۔ ہاں مسیح ایسا آسمانی۔ روحانی اور آلہی تحفہ ہے کہ جب تک ہم اپنا سب کچھ نہ چھوڑدیں۔ ہمارے دل اُس سے بھر نہیں سکتے۔ سُن! یسوع آنکر کہتا ہے۔ "اپنا سب کچھ چھوڑ اور میرے پیچھے آ"۔

اِس سوال کے جواب میں کہ ہم کیونکر ایسی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ مصنف نے بہت سی عمدہ باتیں اور مفید نصیحتیں پیش کی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ کارگر اور کامیاب طریقہ یہہ بتایا ہے کہ ہم خداوند کی زندگی کو سامنے رکھیں اور اُس سے نمونہ لیں۔ فی الحقیقت یہہ طریقہ نہایت عمدہ طریقہ ہے مصنف نے مسیح کی زندگی کو پانچ حصوں میں تقسیم کرکے دکھایا ہے کہ اُس کی زندگی کا ہر ایک حصہ یہی ظاہر کرتا تھا کہ وہ باپ کی مرضی کے تابع ہے۔ اُس کی پیدائش۔ اُس کا جینا اُس کا مرنا۔ اُس کا مُردوں میں سے اُٹھنا اور اُس کا آسمان پر چڑھ جانا ہاں ایک سرے سے دوسرے تک اُس کی زندگی طریق تسلیم کی زندگی تھی۔ "وہ باپ سب میں سب کچھ ہو"۔ مسٹر مرے نے اِن لفظوں کو لیکر نہایت خوبی سے واضح کردیا ہے کہ مسیح اپنی زندگی کے ہر ایک حصہ میں یہی چاہتا تھا کہ باپ سب میں سب کچھ ہو۔ اور اُس نے اپنی ہر ایک بات سے۔ ہر ایک حرکت سے۔ ہر ایک فعل سے باپ کو سب میں سب کچھ بنایا۔ لطف کتاب کے پڑھنے سے حاصل ہوگا۔ پس ہم تاکید کرتے ہیں کہ سب مسیحیوں کو اِس کتاب کے مطالعہ سے فایدہ اُٹھانا چاہئے۔ انگریزی کتاب کی قیمت زیادہ ہے۔ اِس لئے ہر ایک شخص اُسے خرید نہیں سکتا اور نہ سب انگریزی ہی جانتے ہیں۔ لہذا اِس ترجمہ کو پڑھنا چاہئے۔ ترجمہ نہایت عمدہ اور سلیس ہے۔ جن لوگوں نے کتاب "مکتب مسیح میں دعا کی تعلیم" پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ مسٹر مرے کے خیالات کیسے ہیں۔ اور کہ ہمارے بزرگ بھائی مسٹر موہن لعل ہرلارام کیسی خوبی اور عمدگی سے اُن کو اُردو میں ادا کردیتے ہیں۔ کتاب لاہور رلیجس بُک ڈپو سے مل سکتی ہے جو منگوانا چاہیں وہاں سے منگوالیں۔

مراسلہ

فوائد جو انگریزی گورنمنٹ سے ہندستان کو حاصل ہوئے

میں اختصار کے طور پر اُن بڑے بڑے فواید کا ذکر کرتا ہوں جو ہندوستان کے لوگوں کو گورنمنٹ انگریزی کے زیر تحت حاصل ہیں۔

اوّل نہایت بڑا فایدہ یہہ ہے کہ اِس ملک کو امن و امان حاصل ہے۔ شاید آپ نے عام طور پر سُنا ہوگا کہ امن وامان گورنمنٹ انگریزی کی بدولت ہی پایا جاتا ہے یہہ کچھ چھوٹی اور ایسی ویسی بات نہیں ہے۔ ذرا اِس کی نسبت غور کریں تو معلوم ہوجائیگا کہ یہہ جنگ کی خوفناک آفت سے محفوظ و مصئون رہنا ہے۔ تم اِس قابل ہو کہ ہر روز اِدھر اُدھر تسلی سے اپنے کاروبار کرتے رہو۔ یہہ خوف نہیں کہ دشمن تمہارے گاؤں میں آجائے گا تمہارا اسباب تمہارے برتن تمہارا روپیہ لیکر اور تمہارے گھر کو جلتا ہوا چھوڑکر پھر کسی اور گاؤں کی طرف چلاجائیگا۔ اگر تمہاری جان بچ گئی تو تمہارے عزیزوں کو قید کرے اور پھر تمہیں کبھی اُن کا دیکھنا نصیب نہ ہو اور اگر مل بھی جائیں تو بعزت اور مجروح کردئے گئے ہوں۔

انگریزی گورنمنٹ کا سب سے بڑا مقصد یہہ ہے کہ تمام ملک میں امن وامان قایم رہے۔ لہذا اِس غرض سے ایک طاقتور فوج رکھی جاتی ہے۔ اور ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے کہ کہیں کوئی فتنہ نہ اُٹھ کھڑا ہو۔ اِسی وجہ سے تار اور ریل کی سڑکیں جال کی طرح ملک میں پھیلی ہوئی ہیں کہ ذرا بھی کسی جگہہ دشمن کی شورش ظاہر ہوئی اور فوراً فوج وہاں جاپہنچی۔

گورنمنٹ کا اِس بات پر پورا اعتقاد ہے کہ امن خلقت کی بہتری و خرسندی منحصر ہے۔ لوگوں کی خوشی و خرمی اور جان ومال کی حفاظت جبھی ہوئی مصالحت ملک پرتی ہے۔ ذرا گورنمنٹ اپنے طاقتور بازو کو ڈھیلا چھوڑدے کہ بس تمام ملک میں جنگ وجہاد کی آگ بھڑک اُٹھے اور بڑے بڑے دلیر اور جوانمردوں کو ہی بڑی مشکل سے کہیں بسراوقات کا موقع ملے تو ملے اور تمام ملک کی خیر وعافیت کافور ہوجائے۔

دوسرا بے اندازہ اور بے بہا فایدہ انصاف ہے۔ ہر انگریزی افسر کی یہہ خواہش ہے کہ انصاف اور سچائی کو کام میں لایا جاوے۔ جو مقدمہ پیش ہو اُس میں بالکل بے تعصبانہ اور بے غرضانہ کارروائی ہو انصاف کا ترازو برابر ہے۔ گو خوش ہو خواہ مشکل اور

خوب دیکھ بھال کر مبین سے شہادتیں لیکر اور خوب تحقیقات کر کر فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ خواہ جج ہو یا مجسٹریٹ ہو خواہ بڑا افسر ہو یا چھوٹا مگر بے تعصبی اور انصاف مقصود ہے۔ پرانے اور بڑے بڑے حکام کو زیادہ تجربہ ہوتا ہے اور بڑے بڑے معاملات میں کم غلطی کرتے ہیں مگر مقصد سب کا وہی ہے۔ خواہ مقدمہ فوجداری کا ہو خواہ مال کا۔ چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا سرقہ ہو یا قتل۔ جاگیر کا مقدمہ ہو یا کھیت کے مقدمہ کے حق میں یکساں توجہ اور تحقیقات کی جائیگی انگریزی افسر بالکل متدین ہوتا ہے۔ ظاہر میں کیسا ہی سخت گیر اور صاحب دبدبہ معلوم ہو مگر طریقہ انصاف کو اُلٹ دینے کے لئے وہ کسی قسم کی رشوت نہیں لیگا اگر کوئی ملازم یہہ کہے کہ اگر مجھے کچھ رشوت دو تو صاحب بہادر سے فلاں کام کرا دونگا تو اُس کے کہنے کا ہرگز یقین نہ کرو وہ محض جھوٹ کہتا ہے۔ اگر کسی انگریز کا نوکر کچھ لیکر کام نکال دینے کے واسطے کہے تو اُس کا ہرگز اعتبار نہ کرو وہ تمہیں چکمہ دیتا ہے۔ مجسٹریٹ یا جج کے کان میں اُس کا ایک حرف بھی نہیں پہنچیگا۔ اگر تم سچائی اور انصاف کے قدر دان ہو تو یاد رکھو کہ سیدھی سادی انگریزی حکومت میں بہ نسبت اکبر بکرم اشوکا اورنگ زیب سیواجی حیدر کی سلطنت کے تم کو اِن کے حاصل کرنے کا زیادہ موقع ملا ہوا ہے یہہ خیال مت کرو کہ گذشتہ زمانہ لوٹ آتا تو تم موجودہ زمانہ کی نسبت زیادہ خوش ہوتے میں ابھی ثابت کر چکا ہوں کہ تاریخ ہند میں کبھی کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا جس میں ظلم جور و ستم اور جنگ و جہاد نہیں ہوتے تھے صرف موجودہ زمانہ ہی ایسا زمانہ ہے۔ اسوقت ہندوستان میں عالمگیر امن و امان موجود ہے۔ لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ انصاف ملتا ہے۔ صرف باہمی فتنہ سازی کے سوائے اور کوئی ظلم نہیں ہے۔ تمام ملکوں میں ہر زمانہ میں یہہ ہوتا رہا ہے کہ لوگ گذشتہ زمانوں کو موجودہ زمانہ سے بہتر سمجھتے رہے۔ مسیح سے ایک ہزار برس پہلے حضرت سلیمان نے حسب ذیل لاثانی مقولہ فرمایا ہے "تم مت کہو کہ پچھلا زمانہ موجودہ زمانہ سے بہتر تھا کیونکہ تم نے اِس بات کو عاقلانہ نظر سے تجویز نہیں کیا"۔ فلسطین میں اُس کی زبردست حکومت کے زمانہ میں ایسے خیالات موجود تھے۔ بلکہ بعض انگریز کوین وکٹوریہ کے مشہور زمانہ میں بھی ایسا ہی کہدیتے ہیں۔ ہندوستانیوں نے بھی وہی الفاظ اُڑائے۔ بغیر سوچے سمجھے ایسی باتیں منہہ سے نکل جاتی ہیں۔ اگر انسان غور کرے تو ہرگز ایسے الفاظ منہہ پر نہ لاوے اگر وہ کسی ایسے ملک میں رہتے ہوتے جہاں لوگ غلام بنائے جاتے ہیں ستائے جاتے ہیں تو تبدیلی حالات کے واسطے خواہش کرنا بہتر ہوتا کہ جایز وسایل اور جایز طریقوں سے ترقی حاصل ہو اور حسب قاعدہ بہتر طریقہ تعلیم اور سعی و کوشش اختیار کرنے سے یہہ خواہش پوری ہو سکتی ہے۔ گورنمنٹ ہر طرح اُن کی مدد کرنے میں نہایت خوش ہوگی۔ کیونکہ گورنمنٹ اُن کی بہتری کے خواہاں ہے۔ اُس وقت سب سے بڑی نصیحت ہر شخص کے واسطے ہم اُسی دانشمند راجہ کے الفاظ میں دیتے ہیں جو فلسطین میں حکومت کرتا تھا "میرے بیٹے خدا اور بادشاہ سے ڈر اور اُن لوگوں سے صحبت نہ رکھ جو تلون مزاج ہیں"

اکثر اہل ہنود اور خصوصاً ہندو کاشتکار اِس بات کی پروا نہیں کرتے کہ کس کی حکومت ہے۔ ہندو کی مسلمان کی یا انگریز کی۔ بشرطیکہ موسم اچھا رہے اور فصلیں ہوتی رہیں۔ اگر بارش وقت پر ہو جایا کرے۔ اور نہروں سے پانی ملتا رہے اور فصل ہوتی رہے اور مقررہ محصول سے زیادہ نہ لیا جاوے اُسے کچھ پروا نہیں کہ کس کی حکومت ہے اور کون ٹکس جمع کرتا ہے۔ لیکن فصل نہ ہو تو کاشتکار اپنے دل میں رنجیدہ ہوتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گورنمنٹ میں کچھ نقص ہے۔ بدباطن لوگ اور بھی بہکا دیتے ہیں اور اُسے اُن کی باتوں پر یقین آجاتا ہے۔ وہ ناخوش ہونے لگتا ہے۔ کیونکہ قانونِ قدرت میں خلل نظر آتا ہے اور ہر ایک بات اُس کی مراد کے موافق نہیں ہوتی۔ مگر یاد رکھو کہ یہہ بالکل احمقانہ خیال ہے۔ قحط سالی یا کسی وبا کے واقع ہونے سے سلطنت کی تبدیلی کی خواہش کرنے کے یہہ معنے ہیں کہ بارہ سال یا تقریباً اِس قدر عرصہ کے بعد تبدیلی ہو جایا کرے۔ اِن لوگوں سے ہم یہہ دریافت کرتے ہیں کہ کس گورنمنٹ کے عہد میں قحط نہ ہوا کس کے زمانہ میں وبا نہ آئی۔ اگر ایسی احمقانہ دلیلوں کا عملدرآمد ہو تو کوئی بھی گورنمنٹ نہ رہے اور لوگ خود بخود تباہ و برباد ہو جائیں۔ لوگوں کے ایسے بکواس پر دھیان نہ دھرنا چاہئے۔ موجودہ گورنمنٹ نے لوگوں کو قحط اور وبا اور زلزلہ کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچانے کے واسطے کیا کچھ نہ کر دکھایا۔ خراب صلاحیں نہ سُننی چاہئیں۔ آیندہ کے واسطے اعتبار اور بھروسہ رکھو۔ بلا وجہ موجب بے صبر رہنے سے انسان ناخوش اور مصیبت زدہ رہتا ہے۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ آخر کار یہہ تمام آفتیں جاتی رہیں گی۔ اور پھر ہندوستان میں وہی خوشی اور خرمی نظر آئے گی۔

۵ یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور۔

اکثر لوگ جو اِس خوش و خرم زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں اور ہندو مسلمان حاکموں کے جور و ستم کو نہیں دیکھا ہے وہ گذشتہ ظلموں اور بے انصافیوں کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اِس مبارک عہد کے آرام و آسایش نے تکلیف زرگری کا شبہہ یا خیال پیدا کیا ہے اور ہم یہہ بھی کہتے ہیں کہ خواہ کیسا ہی طریقہ اختیار کیا جائے پھر بھی پورا اور کامل انصاف کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ قباحتیں پیش آئیں گی۔ ممکن ہے کہ جھوٹی شہادتیں پیش ہونے سے جج یا مجسٹریٹ غلطی کر بیٹھے۔ تاخیر واقع ہو سکتی ہے۔ اور

ہم کہہ سکتے ہو کہ انصاف بال کی کھال نکالنے سے ظلم کی حد پر پہنچ گیا۔ لیکن اکثر یہہ اُنہیں کا تصور ہے جس کا ناحق الزام لگاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے فوجداری مقدمات اور مالی معاملات میں حکام ہر طرح کی کوشش عمل میں لاکر پورا انصاف کرتے ہیں۔ بالادست محکموں میں تاخیر کا واقع ہونا ممکن ہے لیکن ججوں کا ایک خیال ضرور رہیگا کہ پورا انصاف کیا جاوے۔ گذشتہ جور و ستم دانستہ بھُلا دیا ہے اگر کوئی ہندو و مسلمان سلطنت بحال کردیجائے تو فوراً یاد آجاوے۔ میں مرہٹوں کے عہد کا فوجداری اور مالی مقدمہ کے بارہ میں کچھہ حال درج کرتا ہوں جو آنریبل مسٹر ماونٹ سٹوورٹ الفنسٹون ایک لائق اہلکار نے سنہ ۱۸۲۱ء میں لکھا ہے۔

فوجداری مقدمات کے فیصلہ کا اختیار مالی افسروں کے ہاتھہ میں مطابق اختلافاتِ مدارج ہے۔ پٹیل کو چند روز قید کرنے کا اور سرصوبہ کو موت اور زندگی کا۔ سزا کے بارہ میں کوئی خاص توضیح یا تشریح نہیں۔ جس جرم کے عوض میں ایک پٹیل بید لگاتا جرمانہ کرتا ہفتوں تک قید رکھتا ہے دوسرا پٹیل قید نہیں کرتا۔ اکثر ملت دار نیچ قوم چور کو یوں ہی پھانسی پر لٹکا دیتے ہیں۔ تحقیقات کا کوئی مقررہ قاعدہ نہیں۔ جہاں بھیل لوٹتے ہیں وہاں اگر کوئی بھیل ہاتھہ لگ گیا تو فوراً پھانسی دیدیتے ہیں۔ مشتبہ حالات میں اعلیٰ افسر لوگوں کو مقدمہ کی تحقیقات کا حکم دیدیتا ہے۔ بروئے تحقیقات اگر شبہات مضبوط ہوں اقرار کرانے کے واسطے مارتے ہیں۔ عام فوجداری مقدمات میں کبھی کسی قانون کا حوالہ نہیں دیتے۔ ملکی رواج ہی صرف ایک قاعدہ ہے۔ رشوت خواری ہمیشہ موجود ہے۔ ایک ضلع کے نکالے ہوئے مجرموں کو دوسرے ضلع میں پناہ ملجاتی ہے۔ بہت سے جاگیردار چوروں کو پناہ دینے کا پیشہ کرتے ہیں۔ جھوٹے الزاموں کو صحیح کر دکھاتے ہیں۔ مجرم اپنی بریت کو خرید سکتے ہیں بشرطیکہ روپیہ دے سکیں اور بعض اوقات مملت دار بھیلوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور کچھہ مقررہ روپیہ دینے پر ڈاکہ زنی کرنے دیتے ہیں۔ عام سزا جرمانہ اور ضبطی ہے اور مملت دار حرص اور لالچ میں ایسے غرقاب ہوتے ہیں کہ مشکل سے اِس بات کی تمیز ہو سکتی ہے کہ آیا سزا دی گئی ہے یا کہ روپیہ جمع کرنے کا ایک دھندا نکال رکھا ہے۔

مسٹر الفنسٹون مرہٹوں کے مالی مقدمات کے انفصال کے بارہ میں یوں لکھتا ہے۔ مالی مقدمات کا پٹیل مملت دار اور سرصوبہ فیصلہ کرتے ہیں اور علاوہ اِن کے جیتوا کے جاگیردار اپنے علاقہ میں انفصال مقدمات کا اختیار مطلق رکھتے ہیں۔ بڑے قصبوں میں مالی حکام بھی ہوتے ہیں جب نالش کی جاتی ہے پہلے پٹیل مدعا علیہ کو دوستانہ طور پر قرض ادا کرنے کے واسطے سمجھاتا ہے۔ اگر فیصلہ نہ ہوا تو پنچایت جمع ہوتی ہے مقدمہ کی تھوڑی بہت تحقیقات کرتی ہے۔ کوئی باقاعدہ اپیل نہیں۔ بالادست حاکم بے انصافی کی حالت میں فیصلہ پر بالکل غور نہیں کرتا۔ بالادست حاکم نفع کے خیال سے اپیل کو سُنتا ہے۔ پنچایت کو کچھہ فیس نہیں ملتی لیکن جب بہت در دسری اُٹھانی پڑے تو جیتنے والا تحفہ کے طور پر کچھہ دیدیتا ہے۔ گورنمنٹ کے واسطے جیتنے اور ہارنے والے سے کچھہ روپیہ لیا جاتا ہے۔ مدعی سے ملکیت کی چوتھائی جیتنے کے وقت انصاف کا عوضانہ لیا جاتا ہے۔ جب مقدمہ کا فیصلہ ہوجائے مدعی کو خود زبردستی دعلیابی حاصل کرنے کی اجازت ملتی ہے۔ اچھے زمانہ میں بھی یہہ طریقے نہایت ناقص ہے۔ انصاف کا کوئی ضابطہ نہیں۔ نالش کا کوئی مقررہ قانون نہیں افسر کو اختیار ہے چاہے نالش سُنے چاہے نہ سُنے رشوت یا طاقتور دوستوں کے بغیر انصاف کا ملنا بہت مشکل ہے۔ کوئی آخری فیصلہ نہیں۔ نظرثانی میں ظلم سے بچنا بھی اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ انصاف حاصل کرنا۔ کاشتکاری معاملات اور بھی خراب ہیں۔ انصاف روز روشن میں فروخت کیا جاتا ہے۔ جھوٹا آدمی رشوت دیکر مقدمہ پنچایت میں نہ جانے دے یا فیصلہ اُلٹ دے۔

جو لوگ انگریزی حکومت سے ناخوش ہیں میں اُن سے یہہ کہا چاہتا ہوں کہ وہ اِس معاملہ پر غور کریں اور دونوں طریقوں کا مقابلہ کریں خصوصاً مالی طریقہ کا جس کی از بس ضرورت ہے اور پھر ایمانداری اور راستی سے سوچکر جواب دیں اچھی اچھی دیسی ریاستوں نے بھی انگریزی طریقوں کی نقل اُتار رکھی ہے یا یہہ کہیئے کہ انگریزی رعب و داب سے کام ہورہا ہے۔ لیکن بہتر سے بہتر ہندو و مسلمان ریاست میں اِس اصول پر کہ سب لوگ قانون کے لحاظ سے برابر ہیں لحظہ بھر کے لئے بھی عمل درآمد نہ ہوگا علاوہ اگر انگریزی حکومت کا سایۂ رحمت علیحدہ کرلیا جاوے تو انصاف کا نام و نشان نظر نہ آوے۔ ذات اور مرتبہ کا بڑا بھاری لحاظ ہوگا۔ زر کے عوض میں انصاف خریدا جائے گا حق انصاف راستی کا نام و نشان نظر نہ آئیگا۔ میں آپ سے پھر سوال کرتا ہوں۔ آپ کس کو ترجیح دیتے ہیں؟ کیا آپ حقیقت میں اپنے آبا و اجداد کے زمانہ کو پسند کرتے ہو؟ جس کی نسبت ایک شخص نے جو ایک آزاد با اختیار ریاست میں کئی سال تک رہا تھا لکھا ہے۔ تمام ملک میں عالمگیر بے انتظامی پھیلی ہوئی ہے۔ جان و مال کی حفاظت نہیں ہے۔ بعض حصوں میں حیوانوں سے کچھہ بہتر زندگی بسر کرتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ جو کچھہ بیان کیا گیا ہے اُس سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ پہلے زمانوں پر لوگوں کی حالت کچھہ اچھی نہ تھی۔ اُنہیں یہہ معلوم نہ کہ کب تک جان و مال کی خیر ہے۔ جس چیز کو وہ آج اپنی ملکیت میں سمجھتے ہیں کل بھی اُن کی ملکیت میں رہیگی۔ ایک ہفتہ زندگی امن سے گذرے اور دوسرے ہفتہ میں دشمن کے

پنجہ میں گرفتار ہوں۔ انصاف اور امن کے لحاظ سے گذشتہ زمانہ موجودہ زمانہ سے بہتر نہ تھا۔

بقیہ موت کا وارنٹ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ ہفتے ہم نے موت کے وارنٹ یعنے رام پور شہر کے ولی عہد رگھوناتھ سنگھ صاحب کے انتقال کی خبر دی تھی جس کے باعث ریاست میں بڑا ماتم تھا۔ نیز یہہ کہ اُن کے والد بزرگوار مہاراجہ شمشیر سنگھ صاحب بہادر نے کوٹ گڑھ کے مناددوں کو برائے تسلی بلا بھیجا تھا چنانچہ اُسی روز صبح و شام کے گرجہ میں اُن کے لئے دعائیں کی گئیں۔ بعد مناد روانہ ہوکر ۲ فروری کو بوقت ۲ بجے دن کے رامپور میں جا وارد ہوئے فوراً مہاراجہ صاحب سے ملاقات ہوئی جن سے یہہ انتظام کیا گیا کہ بذریعہ لکچر سب لوگوں کی تسلی و خاطرجمعی کی جاوے پس دعا کے ساتھ یہہ کام شروع کیا گیا۔ شہر کا تمام کاروبار و پوجہ پاٹھ وغیرہ بند تھا گویا سب مکان و بازار و شوالے و پاٹھ شالے ماتم کر رہے تھے۔ حسب الحکم راجہ صاحب تمام شہر میں ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ سب لوگ دھرم کی کتھا سُننے کو دربار میں حاضر ہوں اگرچہ اِس موسم میں وہاں لوگ بہت کم رہتے ہیں۔ تاہم تین سَو آدمی فوراً حاضر ہوگئے۔ مہاراجہ صاحب اپنی چوکھنڈی میں اور رانیاں اپنے اپنے جھروکھوں میں براجمان ہوکر سُننے کو حاضر تھیں۔ سوائے بازاری منادی کے دو تین لکچر دئے گئے خدا کے کلام سے تسلی بخش بیان پڑھے گئے۔ ایوب کے صبر کا تسلی بخش حال سُنایا گیا اور خداوند کی طرف جو انجام ہوئے بیان کئے گئے اور داؤد بادشاہ کا اپنے بیٹے کی موت کی بیماری کے وقت ماتم کرنا اور بیٹے کے مرجانے کے بعد اُس کا خدا کی رضا پر راضی رہنا و تسلی پانا بیان کیا گیا کہ "اب تو وہ مرگیا پس میں کس لئے روزہ رکھوں کیا میں اُسے اپنے پاس پھر لا سکتا ہوں۔ میں اُس پاس جانے والا ہوں پھر وہ مجھ پاس آنے والا نہیں"۔ مزید براں مُردوں کی قیامت کا ثبوت بدلائل بیان کیا گیا کہ انسانی روح کو فنا نہیں بلکہ بقا ہے کیونکہ یسوع مسیح نے زندگی اور بقا کو انجیل سے روشن کر دیا ہے۔ دنیا کے شروع سے جتنے انبیا مرگئے وہ سب خدا کے پاس زندہ ہیں کیونکہ وہ مُردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہے۔ اُس نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں مُردے خدا کے بیٹے (یسوع مسیح) کی آواز سُنیں گے جیئں گے وہ گھڑی آتی ہے کہ جس میں وے سب جو قبروں میں ہیں اُس کی آواز سُنیں گے نکلیں گے جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے۔ اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے لئے۔ پس مسیح کا آسمان سے دوبارہ آنا و دو قیامتوں اور ہزار سالہ سلطنت کا ثبوت بھی پیش کیا گیا۔

نتیجہ براں یہہ کہ خدا نے اِس کام پر برکت دی کہ لوگ ایسے ماتم اور شکستہ دلی کی حالت میں بڑے دھیان و خوشی کے ساتھ سُنتے رہے بڑی اطمینان و خاطرجمعی حاصل کی۔ خدا کے فضل نے اُن کے دلوں کو بدلا بعض جو اپنی جان پر کھیل جانے کو تیار تھے اپنے اِس بدارادہ سے باز آئے۔ خود ٹیکا صاحب کی رانیوں و راجہ صاحب نے بڑی تسلی حاصل کی۔ بلکہ راجہ صاحب نے اپنے درباریوں اور پوجاریوں کو یوں کہا کہ دیکھو تم نے فلاں بڑے دیوتے کو ٹیکا صاحب کی بیماری پر بلایا جس نے ایک بڑی جاگیر دان میں طلب کی اور کہا کہ ٹیکا صاحب اچھے ہو جائیں گے تم مت گھبراؤ۔ دیکھو یہہ بات جھوٹ نکلی۔ ٹیکا صاحب مرگئے۔ پس دیوتے کچھ نہیں جب وہ راجہ کی مدد نہیں کرتے تو پرجہ کی مدد کیا کریں گے اور ویسا ہی حکیموں و بیدوں کو کہہ کر شرمندہ کیا۔ الغرض عیسائی لوگ سچ کہتے ہیں کہ جو کرتا سو خدا کرتا ہے اُسی کو مانو۔ اور انگریزی میں بار بار سب سے یوں فرماتے تھے کہ (Will of God) (Will of Heavenly Father) یعنے خدا کی یا آسمانی باپ کی مرضی ہو۔ بعد ازاں ہم کو بڑی خوشی کے ساتھ کوٹ گڑھ واپس روانہ کیا۔ پس ہماری بھی خدا سے اُن کے بارے میں دعا ہے کہ وہ اُن پر مسیح اپنی پوری پوری مرضی ظاہر کرے تاکہ وے ابدی نجات حاصل کریں۔

آخر میں ہم اپنے خدا کا شکر کرتے ہیں جو مسیح میں ہم کو ہمیشہ فتحیاب کی طرح گشت کرواتا ہے اور اپنی پہچان کی خوشبو ہم سے ہر ایک جگہہ ظاہر کرواتا ہے۔ اُسی کے نام کی بزرگی و جلال ابدالاباد تک ہو۔ آمین۔

الراقم
جسونت سنگھ از کوٹگڑھ ضلع شملہ

لودیانہ پرسبٹیری کی دینی حالت کی کیفیت واسطے ۱۸۹۷ء کے

(۱) اِس پرسبٹری کی نگرانی میں ۹ کلیسیائیں ہیں (ا) لودیانہ۔ (ب) انبالہ شہر۔ (ج) انبالہ چھاؤنی۔ (د) سہارنپور۔ (ر) دیرہ دون انگریزی کلیسیا۔ (س) دیرہ دون ہندوستانی کلیسیا۔ (ش) سنتوکھ ماجرا۔ (ص) سونڈہ۔ (ض) اور سپاٹو۔

(۲) کلیسیاؤں کی تعدادی اور دین داری کی حالت کی رپورٹوں سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) کہ کلیسیاؤں میں اتوار کے روز اور ہفتہ کے دنوں میں سے کئی روز یعنے بدھ اور جمعرات اور جمعہ کو عبادت الٰہی اور سنڈے اسکول اور پریئر میٹنگ وغیرہ وغیرہ۔ روحانی کام خاطرخواہ ہوتے رہے ہیں۔



(۲) بعض کلیسیاؤں میں بیبیوں کی انجمن بھی قایم ہو۔ جس کے ذریعہ سے غیر قوم مستورات کے درمیان بشارت کا کام ہوتا رہا ہو۔

(۳) بعض کلیساؤں میں جوانوں کے درمیان روحانی زندگی کے حصول کے لئے بہت شوق پیدا ہوا ہو اور ایسے جوانوں نے بشارت کے کام میں حصہ لیا ہو۔

(۴) ایک کلیسیا کے سوا باقی سب میں محبت اور میل و موافقت زیادہ تر پائی گئی ہو۔ اور جھگڑے اور تادیب کے مقدمات کم ہوئے ہیں۔

(۵) سلف سپورٹ کی نسبت آگے سے زیادہ تر شوق اور سرگرمی ظاہر ہوئی ہو۔

(۶) پارسال کی نسبت زیادہ تر اشخاص کو بپتسمہ دیا گیا ہو۔

(۷) کلیسیاؤں میں چندہ مجموعی بھی آگے سے زیادہ ہوا ہو۔

(۸) سوائے سبا ٹو اور سنتوکھ ماجرا کی کلیسیاؤں کے سب میں باقاعدہ پاسٹر الیکیٹ یا سٹیڈ سپلائی موجود ہیں۔

(۹) سوائے مورنڈہ اور سنتوکھ ماجرا کی کلیسیاؤں کے سب میں قسیس موجود ہیں۔

(۱۰) سوائے مورنڈہ اور سبا ٹو اور سنتوکھ ماجرا کی کلیسیاؤں کے سب میں ڈیکن بھی موجود ہیں۔

(۱۱) کل مسیحی جماعت تعداد میں گذشتہ سال کی نسبت زیادہ اور کل چندہ تمام اغراض کے لئے زیادہ۔ اور سب طرح سے اور سب باتوں میں آگے سے زیادہ ترقی نظر آتی ہو۔

(۱۲) اس پرسبٹری کی کلیسیاؤں میں ۱۴ قسیس اور ۹۰ ڈیکن ہیں۔ تعداد شرکا سال کے شروع میں ۱۱۷۳ تھا۔ تنزل ۲ بہ نسبت گذشتہ سال (۲) ہوا۔ کل شرکا سال کے آخر میں ۱۱۵۲ ہیں۔ تعداد شرکائے دیگر کلیسیاؤں سے ۵۷ ہو۔ تعداد اُن مسیحیوں کی جو عشائے ربانی میں شامل نہیں ہیں ۱۴۷۱ ہو۔ کل مسیحی جماعت ۲۷۰۰ کی ہو۔ سنتوکھ ماجرا کی کلیسیا کی جماعت اِس میں شامل نہیں ہو۔ بالغوں نے بپتسمہ پایا ۸۲۔ اور نابالغوں نے ۸۷۔ کل اغراض کے لئے چندے کا روپیہ ۵۱۱۲ جمع ہوا۔ چندہ میں ترقی بہ نسبت پارسال کے ۹۰۲ روپیہ کی ہوئی عیسائی سنڈے اسکولوں میں طلبا ۱۳۸۰ اور غیر قوم سنڈے اسکولوں میں ۷۰۹ ہیں۔

(۱۳) ایک بات قابل ذکر یہ ہو کہ اِس پرسبٹری کے حدود کے اندر ایک کلیسیا یعنے لودیانہ کی کلیسیا کی جدوجہد اور جانفشانی سے ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی ۶۰ سالہ سلطنت کے پورا ہونے کی تقریب پر عیسائی بیواؤں کے لئے وکٹوریہ ہوم تیار کیا گیا ہو۔ اِس ہوم کے تعلق میں ایک علیحدہ فنڈ۔ نام جسکا جبلی فنڈ ہو۔ جس سے اِس ہوم کی بیواؤں کی مدد مراد ہو قایم کیا گیا۔ خداوند اِس ہوم پر برکت نازل فرماوے۔

(۱۴) آخر میں یہ ظاہر کرنا بھی مناسب ہو۔ کہ اِس پرسبٹری کے ذریعہ سے وہ کام جو لودیانہ مشن نے پرسبٹری کے سپرد کیا ہو۔ یعنے لودیانہ پرسبٹریل ہوم مشن کا۔ امدادی کام جو تھانیسر۔ لاڈوا۔ شاہ آباد۔ اندری۔ پاریوا۔ کیتھل وغیرہ وغیرہ جگہوں میں جاری کیا گیا ہو خوب ترقی پر معلوم ہوتا ہو اِس پرسبٹری کی نگرانی میں ۱۵ ایونجلسٹ ہیں۔ امیدواروں کی تعداد جو سہارنپور تھیولوجیکل سمنری میں تعلیم پا رہے ہیں ۷ ہو۔ پرسبٹریل سمنری کی سالانہ رپورٹ اور چندے کی تعدادی رپورٹوں سے نظر آتا ہو کہ اِس پرسبٹری کے ماتحت کلیسیائیں سلف سپورٹ کے بارے میں بہت شوق اور سرگرمی ظاہر کر رہی ہیں اور وقت نزدیک ہو کہ کامل سلف سپورٹ والی کلیسیائیں ہو کر بشارت کے کام کو خود اجرا دینگی خداوند ہم کو برکت بخشے۔ کہ ہم کو بزرگ گڈریہ کا شکر کرنا نہایت لازمی اور واجبی ہو۔ کہ اُس نے اپنی بڑی مہربانی سے اپنی روح القدس کے وسیلے گذشتہ سال میں ہماری بڑی مدد کی ہو۔ اور ہم کو پورا یقین ہو۔ کہ وہ آگے کو ہماری مدد و ہدایت کریگا اور ہمارے ساتھ رہے گا۔

راقم

بی۔ سی۔ اوپل۔ سٹیڈ کلرک۔ لودیانہ پرسبٹری۔

یرمیاہ ۵۰/۲۵

خداوند نے اپنا سلاح خانہ کھولا ہو

اور

اپنے قہر کے ہتیاروں کو باہر لایا

دنیا میں کوئی امر اتفاقیہ نہیں ہوتا بلکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی مرضی اور اُس کے ٹھہرائے ہوئے ارادوں کا نتیجہ ہو لوگ عبث شکایت کرتے ہیں اُن کو خبر نہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہو عبث نہیں ہو۔

لوگ آپس میں مذاق کرتے کرتے خدا تک پہنچنے کا سامان کرنے لگے وہ اُس کے ساتھ بھی ٹھٹھا کرنے سے باز نہیں آتے۔

اوّل اُسکی ذات پاک کی بابت

جو کچھ خدا نے اپنی ذات کے حق میں اپنے کلام میں فرمایا اُس پر تکیہ نہ کرکے طرح طرح کے خیالات ایجاد کئے ہندوؤں نے اُسے نرگن مانکر سارے گنوں سے عاری ٹھہرایا بلکہ گستاخ ہوکر سخت بے ادبانہ اُسے نپنسک لنگ قرار دینے لگے۔

آریوں نے اپنی ذہن کی رسائی کو یہاں تک وسیع کیا کہ ایشور کے ساتھ جو اکیلا زندہ اور سچا خدا ہو مادہ اور روح کو ازلی اور واجب الوجود مان لیا اگر سائنس دہریہ کے

خیال زگن کو کھسٹن کیا مگر خود شرک کی خندق میں ایسے اوندھے منہ گرے کہ منہہ میں ایک دانت کا پتہ نہ رہا محمدی زندیق کے عالم بادہ محض وحدانیت کے سرور میں ایسے غرقاب ہوئے کہ درحقیقت اگر اُن کی سطر سے چند الفاظ تبدیل بدل کردئے جائیں تو موجودہ بت کی مانند خداتعالی اتنا بھی نہیں رہ جاتا جتنے کہ قبل از پیدائش ہم آپ تھے۔ آخر کلام اللہ شریف میں اُس کی ذات پاک کے حق میں واجب بیان ہے جیسا کہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ میں وہ ہوں جو میں ہوں اب اِس میں خواہ ماہیت کے لحاظ سے سمجھ لو خواہ اُس کی ہستی کے اثبات پر دل کو تسکین دے لو۔

دوم اُس کی نقل اُتارنے میں

اُس کے کلام سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت وغیرہ نہ بنا اور نہ اپنے کو اُن کے آگے جھکا اور نہ اُن کی عبادت کر مگر دنیا کی مختلف اقوام نے اپنے بیہودہ خیالوں میں پڑ کر خدائے نادیدنی کی عجیب عجیب نقلیں اُتاریں کہیں خدا کی صورت میں سونڈ ہے اور کہیں دُم کہیں سینگ اور کہیں ہاتھ پاؤں ندارد کبھی سانپ بنانے کبھی گوبریلا کہیں پتھر اور کہیں سنگ اسود جیسا کسی اُردو شاعر نے اِس حقیقی مطلب کو ایک شعر میں خوب ادا کیا ہے۔ ؎

حرم میں سنگ اسود دیر میں تصویر پتھر کی
پرستش دونوں جانب ہے بہر تقدیر پتھر کی

اِس دنگل بازی میں ایک بہت بڑا شہ زور فرقہ رومن کاتھولک بھی خدا کے ساتھ مذاق کرنے سے باز نہیں آتا۔ اُن کے گرجوں میں جاکر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ عبادتخانہ نہیں ہے بلکہ ارژنگ چین ہے۔

سوم گناہ کی بابت

خدائے پاک نے شریعت اخلاقی کے دس احکام عنایت فرمائے تاکہ دنیا میں اُس کی مرضی بجا لائی جاوے اور لوگ دریافت کرلیں کہ خدا اور انسان کے حق میں کیا فرائض ہیں مگر انسان نے اپنی ناقص عقل سے ایسی باتوں کو گناہ قرار دیا جو درحقیقت اپنے آپ میں کوئی صورت بُرائی کی نہیں رکھتیں مثلاً بعض ترکاریوں کا کھانا گناہ ہے جیسے برہنوں کو گاجر بعض مصالح جیسے لسن پیاز۔ بعض جانور جیسے گائے سُور۔ اگر کوئی اِن کو کھالیوے تو ایک دوسرے کے خلاف سخت اور کبیرہ گناہ ہے اگر انسان کو انسان مار ڈالے تو چنداں قباحت نہیں بلکہ جہاں تک ہوسکے روپیہ خرچ کرکے جھوٹ بول کے بچالیں مگر گائے دھوکے سے بھی مرجائے تو بغیر ہتیا رن نہائے ہوئے برادری میں گنجائش نہیں۔ محمدی ہوکر دھوتی باندھنا داڑھی منڈانا مونچھ نہ کترنا چوٹی نہ رکھانا یہہ سب گناہوں کی فہرست میں شمار ہے۔

چہارم کفارہ کے حق میں

اگرچہ خداتعالیٰ جو عادل اور منصف ہے صاف فرما چکا کہ بغیر خون بہائے گناہ کا کفارہ نہیں ہوسکتا تو بھی دنگی بازوں نے اونٹ۔ بھیڑ بکری۔ گائے۔ مرغا۔ سُور وغیرہ کفارہ ٹھہرا کر گویا اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔ خداوند مسیح کے کفارہ پر ہنسی کرنا اور اُس پر ایمان نہ لانا جس پر یوحنا پیغمبر گواہی دیتا ہے کہ دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھائے جاتا ہے یہہ ہنسی نہیں تو اور کیا ہے۔

سو ہم جانتے ہیں کہ ایسا کرنے والوں پر آئے دن مصیبتوں کا انبار مری۔ اکال۔ کشت وخون۔ وبا۔ ہیضہ بارش گرانی وغیرہ یہہ سب خداتعالیٰ کے سلاح خانہ کے ہتیار ہیں جو اُن ٹھٹھا کرنے والوں کے خلاف برابر چل رہے اور ہم ڈنکہ کی چوٹ کہتے ہیں کہ برابر چلتے رہیں گے جب تک کہ لوگ اپنی اپنی شرارتوں سے پچھتا کر اُسی کی طرف جو آسمان پر تخت نشین ہے اور اُن کی مصیبتوں اور دُکھوں پر اُس وقت ہنستا ہے رجوع لاویں۔ صد شکر کہ پیارا مسیح آسمان پر سے تاک رہا ہے کہ میرے بندے کس طرح لوگوں کو سمجھاتے ہیں اور وہ کس طرح اُن کے ساتھ مسخراپن کرتے ہیں تو بھی چاہتا ہے کہ لوگ اُس کی طرف پھریں اور ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہوں اور جلد وہ دن آئے کہ خداوند مسیح کی صلح وسلامتی کی بادشاہت اُن کے دلوں پر راج کرے۔ آمین ؂

راقم
کدارناتھ از فتحگڈہ

مصرع طرح

ذیل میں مصرع طرح بذریعہ نورافشاں مشتہر کراکے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے مسیحی شاعر طبع آزمائی فرمائیں اور نورافشاں میں چھپنے کو بھیجیں بھائیو مسیحی شاعری ابھی بچپنے کی حالت میں ہے اُس کو اوج کمال پر پہنچانا تمہارا کام ہے۔ اگر آپ لوگوں کو پسند خاطر ہو تو ایک علیحدہ رسالہ ماہواری گلدستہ شعرائے مسیحی کے نام سے شایع کیا جائے اُس کی قیمت اور اشاعت کی ترتیب کی بابت چند شعرا کمیٹی ہوکر جیسا مناسب بندوبست ہو کریں۔ میں خط کتابت کرنے کو مستعد ہوں خداوند مسیح میری اور آپ کی مدد کرے۔

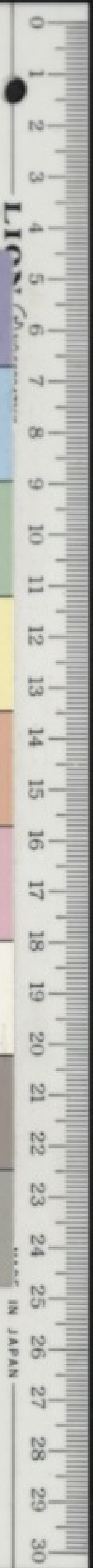
مصرع

انگشتری روح میں اچھا نگیں نہیں ہے
نگیں قافیہ نہیں ردیف

راقم
کدارناتھ منت۔ واعظ انجیل فتحگڈھ

دینی خبریں

اُملے واقعہ ملک چین کی امریکن ریفارمڈ چرچ مشن نے پانچ ہزار متلاشیوں کو کلیسیا کی شرکت کے لئے لایق امیدوار قبول کیا ہے۔



انگلستان میں پادری۔ ای۔ ایم۔ بنہم صاحب نے بائبل سوسائٹی کے نام اپنی کل جائیداد مالیت بارہ لاکھ روپیہ وقف کردی ہے۔

میتھوڈسٹ کلیسیا خدا کے کاموں کے واسطے ایک سال میں سات کروڑ پچاس لاکھ روپیہ جمع کرتی اور صرف کرتی ہے اُن میں سے مشن کے کام کے لئے پینسٹھ لاکھ روپیہ جمع ہوتا اور خرچ کیا جاتا ہے اُن میں سے ساڑھے چھ لاکھ ہندوستان میں صرف کیا جاتا ہے۔

سر ولیم میکورتھ ینگ لفٹنٹ گورنر پنجاب چرچ مشنری سوسائٹی کے وائس پریسیڈنٹ منتخب کئے گئے ہیں۔

گذشتہ سال میں میتھوڈسٹ مشن کے متعلق حسب ذیل بپتسمہ ہوئے۔ افریقہ ۴۴۳۴۔ چین ۲۷۹۴۔ یوروپ ۱۳۲۱۔ ہندوستان ۱۶۳۰۹ کل تعداد سوائے یوروپ کے غیر اقوام میں ۲۱۵۴۴ ہوئی ہے۔

پادری۔ ایچ۔ ڈی۔ ولکنسن صاحب جو پہلے کلکتہ میں تھے لندن میں چرچ مشنری سوسائٹی کے متعلق اُس کام کے سکرٹیری مقرر کئے گئے ہیں جو امیدوار مشنریوں کے انتخاب اور تعلیم سے علاقہ رکھتا ہے۔

چرچ مشنری سوسائٹی کا پورا سال ۱۲ اپریل ۱۸۹۸ء سے ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء تک دوسری جوبلی کا سال خاص دعا خاص کوشش اور خاص شکرگذاری کا سال مانا جاویگا۔

خبر ہے کہ روم میں کئی کوس (قدیم مسیحیوں کی قبریں جو غار ہیں ہیں) کو بجلی سے روشن کرنے کا ارادہ ہے۔

۱۳ فروری ۱۸۹۹ء کو سیالکوٹ میں ایک جوان برہمن بنام کالو گوپال سوسیشنہ نے پادری۔ اے۔ جی۔ گڈین صاحب سے بپتسمہ پایا۔

مس ای۔ ابراہام جو زنانہ مشن کے متعلق ہنٹیں کام کرتی تھیں اپنی صحت کے لئے جنوبی افریقہ کو گئی ہیں کہ جہاں اُن کا بھائی ویسلین مشن کے متعلق مشنری ہے۔ چونکہ افریقہ میں آج کل بہت سے ہندوستانی کام کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں اِس واسطے وہ زنانہ مشن کے ایک اخبار میں لکھتی ہیں کہ ہندوستانی مشنریوں کے لئے جنوبی افریقہ میں کام ہے وہ کہتی ہیں کہ ٹامل اور تلنگی زبان اور ہندوستانی جاننے والے مسیحیوں کے لئے کام کا اچھا موقعہ ہے۔

جیسا کہ اشتہار دیا گیا تھا ۱۴ سے ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء تک لاہور میں کانفرنس کے جلسے ہوتے رہے۔ جیسا کہ پہلی کانفرنس کا مضمون بائبل کا مطالعہ اور دوسری کا مضمون دعا تھا ویسے ہی اس کا مضمون شخصی کام تھا۔

سٹوڈنٹ والنٹیر موومنٹ کنونشن کو جو بمقام کلیولنڈ اوہیو واقعہ اضلاع متحدہ امریکہ میں ہوا تار بھیجا گیا اور کلکتہ میں بھی کرسچن انڈیور سوسائٹی کی کنونشن میں تار دیا گیا۔

طالب علموں کو پریزنٹ کرنے کے لئے مسٹر این۔ سی۔ مکھوس۔ بی۔ اے۔ پریسیڈنٹ ینگ مینس کرسچن ایسوسی ایشن لودیانہ اور مسٹر ایم۔ ایل۔ رلیا رام۔ بی۔ اے اسسٹنٹ اڈیٹوریل سکرٹیری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی لاہور کمیٹی مقرر کئے گئے۔

اس کانفرنس کے وسیلے سے یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ غالب آیندہ سردی کے موسم میں پادری انڈریوس اور پادری۔ الیف۔ بی۔ ماٹر۔ اور پادری ویب پیپلو اور مسٹر جان آرمنٹ صاحب تشریف لاوینگے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ جس مختلف جگہوں میں کانفرنسیں ہونگی ہر ایک حلقے کے دو سیشنوں میں جلسے ہونگے ایک انگریزی میں اور ایک دیسی زبان میں۔

ولایت کے مسیحیوں نے پچھلے سات سالوں کے عرصے میں کرسچن ہیرلڈ نامی اخبار کے ذریعے مفصلہ ذیل امداد دی ہے۔

روس کے قحط زدہ کسانوں کے لئے	۵۴۰۰۰ ڈالر
آرمینیا میں جو لوگ قتل ہوئے اُنکے پس ماندگان کے لئے	۵۰۰۰۰
قسطنطنیہ میں زلزلہ کے نقصان کے بعد مصیبت زدوں کی امداد کے لئے	۵۰۰۰ ″
نبراسکا۔ کالوریڈو کنساس وغیرہ کے کسانوں کے لئے۔ جہاں بارش کے نہ ہونے سے سخت نقصان پہنچا	۳۷۰۰۰ ″
لکڑی۔ کپڑے۔ اناج وغیرہ کے لئے ہر تخمینہ قیمت	۱۵۰۰۰ ″
نیویارک میں غریبوں کی امداد کیلئے	۳۵۰۰۰ ″
ہندوستان میں قحط کے لئے	۲۵۰۰۰ ″
اناج جو امریکہ سے ہندوستان میں قحط کے لئے تخمینہ قیمت	۱۴۰۰۰۰ ″
جیل خانوں کے لئے لٹریچر	۱۰۰۰۰ ″
لڑکوں کا ہوم (جس سے ۵۰۰۰ لڑکوں کو خانہ دان میں امداد ملتی رہی)	۲۵۰۰۰ ″

دریاے مسیسپی کے طوفان میں مصیبت زدوں کی امداد کے لئے } ۱۰۰۰ ڈالر

یوری شلس جیسے ہزاروں یا بچوں اور مردوں کو امداد ملی } ۲۰۰۰ "

بتہسڈا کی عورتوں کے لئے ہوم وغیرہ کی امداد } ۶۰۰۰ "

مغربی اور جنوب مغربی ممالک میں ۔۔۔۔۔۔۔ ۴۰۰۰ "

کل چھ لاکھ ۹۱ ہزار ڈالر

اِن میں سے تین لاکھ اسّی ہزار ڈالر ہندوستان میں آ گئے ۔ یہہ خیرات مختلف ممالک میں بھیجی گئی ۔

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن ۔ فروری ۲۳ مسٹر سموائیل سمتھ نے ہوس آف کامنس میں رائے پیش کی کہ سرحدی جنگ کا اخراجات کلہم ہندوستان کے ذمہ نہ ڈالنا چاہئے +

لارڈ ۔ جارج ہملٹن نے قبول کیا کہ ہندوستان کے عام اشخاص بہت غریب ہیں مگر کہا کہ اُن کی حالت اچھی ہوتی جاتی ہے +

یہہ بھی کہا کہ سرکار ہند نے بذریعہ تار خبر دی ہے کہ سال آیندہ میں اس قدر اُمید کیجا سکتی ہے کہ سرکاری خرچ بغیر اِیزادی ٹکس کے پورا ہو جاویگا +

لارڈ موصوف نے بیان کیا کہ سرحدی جنگ کو امپیریل معاملہ کہنا ممکن نہیں +

سر ہنری فولر اس سے متفق نہ ہوئے اور علاوہ ازیں کہا کہ مسٹر سموئیل سمتھ کی رائے پالیسی کے لحاظ سے عقل کے مطابق ہے +

اِس رائے پر ووٹ لئے گئے اور ۹۶ برخلاف

۱۸۱ کے نامنظور ہوئی +

لنڈن فروری ۲۳ ۔ اخبار ٹائمس کا پیکن کا کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہے کہ چین نے جاپان کی عرضداشت کے جواب میں اُس کو مطلع کیا ہے کہ روس نے ظاہر کیا ہے کہ روسی جنگی بیڑے کا موسم بہار میں پورٹ آرتھر سے چلا آنا چین اور کوریا کے حق میں مضر ہوگا +

لنڈن فروری ۲۳ ۔ یوگنڈا کی خبر مورخہ ۲۹ جنوری میں بیان کیا جاتا ہے کہ میجر میکڈانلڈ نے موگا کی فوج کو شکست دی اور اُن کو منتشر کر دیا +

بمبئی فروری ۲۴ ۔ کل اِس جگہہ ۱۷۵ واردات اور ۱۵۶ اموات ہوئیں

مس میکڈوگل ایک یورپین نرس طاعون سے مرگئی ۔ کسی مریض کا کھانستے ہوئے زہریلا لعاب اسکی آنکھ میں جا پڑا تھا +

پونا فروری ۲۳ ۔ سشن کورٹ میں پانچ آدمیوں پر جو پلیگ ڈیوٹی پر تھے ۴۰۰ روپیہ کے چرانے کے الزام پر نالش دائر ہوئی ۔ یہہ روپیہ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک ہندو عورت کے گھر سے نکال لئے جب یہہ عورت پلیگ ہاسپٹل میں بھیجی گئی تھی ۔ ایک شخص کو ایک سال دو کو ڈیڑھ ڈیڑھ سال اور پولیس کے سپاہی کو دو سال سخت قید ہوئی ۔ یورشین پلیگ انسپکٹر بری ہوا +

کلکتہ فروری ۲۳ ۔ دوم مارچ کو لارڈ رابرٹ کا بُت کھولا جاویگا ۔ تمام فوج بارک پور اور دم دم کی پریڈ کریگی ۔ والینٹیر بھی شامل ہونگے اُمید ہے کہ سر جارج وہیٹ بھی حاضر ہونگے +

لنڈن فروری ۲۴ ۔ اخبار ٹائمس کا پیکن کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ وہ چینی افسر جو سنہ ۱۸۹۵ء میں ایک بشپ پر ظلم کرنے کے جرم میں موقوف ہوا تھا پھر بجائے اُس افسر کے جو حال میں جرمن مشنریز کے

قتل کے معاملہ میں برخاست ہوا ہے مقرر کیا گیا ہے + لرنے

جرمنی نے مطالبہ کیا ہے کہ یہہ منظوری دفعتاً کاٹی جاوے +

ہوس آف کامنس میں مسٹر کرزن نے ایک خط منجانب کونٹ موریولیف پڑھا جس میں یہہ تحریر ہے کہ جو بندرگاہ روس کے قبضہ میں چین میں ہے اُس میں تمام دُنیا کے تجارتی جہاز جا سکتے ہیں اور تجارت کر سکتے ہیں +

لنڈن فروری ۲۳ ۔ نیویارک میں بڑی تشویش پھیلی ہوئی ہے اس سبب سے کہ جو تحقیقات ہوئی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاز مین کا پھٹنا اتفاقیہ امر نہ تھا +

کلکتہ فروری ۲۵ ۔ ذکا خیل جرگہ کے ۸۵ آدمی کی انتظاری آج جمرود میں کی جاتی ہے اور ۶۵ اور آدمی آج آنے والے ہیں ۔ جو ایک کی موت کے سبب سے رُک گئے تھے +

درہ کُرم کا مشہور لٹیرا سخت بیمار ہے ۔ اُس کا اِرادہ ہے کہ جب ذرہ سفر کرنے کے لایق ہو تو حج کو جاوے

بمبئی فروری ۲۵ ۔ ۱۲۲ واردات اور ۱۵۵ موتیں ہوئیں +

مس فلورنس ہارگن کی موت کی خبر سُنکر ملکہ معظمہ نے بذریعہ تار اپنا افسوس اور ہمدردی ظاہر کی ہے

جمرود فروری ۲۵ ۔ سر ولیم لاک ہارٹ آج اس جگہہ آئے اور آفریدی جرگہ سے گفتگو کی دو گھنٹے کے بعد پشاور کی طرف روانہ ہو گئے +

لنڈن فروری ۲۵ ۔ یونان کے قرض کی نسبت گفتگو کا خاتمہ ہوا ۔ برطن سفرانس اور روس نے چار ملین پونڈ کی ضمانت تین فی صدی سود پر منظور کی ہے اور باقی روپیہ زیادہ سود پر بغیر ضمانت لیا گیا ہے +



مضامین مفید المبتدین

چار چھوٹے بٹن

مسز برٹن جب ایک فراک اپنی چھوٹی بیٹی کے لیے سی کے تیار کر چکیں تو کہنے لگیں کہ "اب اس میں چار بٹن اور لگنے رہ گئے ہیں" تب اُس نے بٹن کی تھیلی اُتار کے اپنی گود میں خالی کر لی اور چار چھوٹے بٹن چُن کے اپنے پاس میز پر رکھ دیئے اور کہنے لگی "یہی بٹن ہیں جو میں لگانے چاہتی ہوں" تب اُس نے باقی بٹنوں کو گود سے ٹھور کے تھیلی میں بھر رکھ دیئے۔ اُن چار بٹنوں میں سے ایک اُس سے لڑھک کے میز کے نیچے گر گیا۔ مسز برٹن نے اُسے لڑکتے نہیں دیکھا اور نہ ایک چھوٹی آواز کو سُنا جو یہہ کہہ رہی تھی۔ "بلی بلی تم کہاں ہو"؟ اُس نے جواب دیا "یہاں پردے کے پیچھے زمین پر ہوں"

"کیوں"؟

"اس لیے کہ میں ایک چھوٹی لڑکی کی فراک میں نہیں لگنے چاہتا ہوں"۔

"میں بھی نہیں چاہتا"

"تم کو یاد ہو کہ جب ہم سیلی کی فراک میں لگے تھے وہ کیسے جھٹکے کے ساتھ ہمیں کھولتی اور کھا کرتی تھی۔ کیسے بُرے بٹن ہیں"۔

"چُپ ایسے زور سے نہ بولو۔ میں بھی تمہارے پاس اُتر آتا ہوں"۔

"جب وہ اُتر کے نیچے جانے لگا مسز برٹن نے سوچا کہ شاید اُسکے پاؤں کو میز سے ٹکر لگی۔

"بوبی۔ او بوبی تم کہاں ہو"؟

"یہاں نیچے بلی کے پاس"

"میں بھی نیچے آنے چاہتا ہوں" "کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ جب" "ہم سیلی کے بال میں اٹک جاتے تھے تو وہ کیسی ہم کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے چاہتی اور کہتی تھی کہ اگر دنیا میں بٹن نہ ہوتے تو اچھا ہوتا"؟

"یہاں وہ کیسی غصہ میں بھر کر اندر باہر آنے جانے وقت دروازے کو زور سے بند کرتی تھی"۔

"ہاں بیشک اُس کا یہی حال تھا"۔

"آؤ ہم سب چھپ جائیں تاکہ ہم سے کوئی بھی اُس فراک میں نہ لگے۔ تھیلی کے اندر اندھیرے میں رہنا اس سے بہتر تھا"۔

"وہ یہہ باتیں کر رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک چھوٹی لڑکی اندر آئی۔ اُس کی ماں تعجب سے پوچھنے لگی" "کیا جیسی تو ایسی جلدی اسکول سے آگئی"؟

"ہاں اماں جان کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ اسکول کی چھٹی کا وقت ہوگیا" اور وہ ماں کو بوسہ دیکے خوشی سے کہنے لگی کہ "آج مجھے سبق خوب یاد تھا۔ میری اُستانی کہتی ہیں کہ میں تھوڑے دنوں میں اپنی کلاس میں اوّل نمبر ہو جاؤنگی"۔

تب اُس نے ٹوپی اُتار کے رکھ دی اور اپنے کوٹ کا بٹن کھولتے وقت کہنے لگی کہ "ماں یہہ کیسے اچھے اور بڑے بٹن ہیں۔ میں اُنہیں لگانا اور کھولنا بہت پسند کرتی ہوں۔ اور میری فراک خوبصورت ہو۔ تم کیسی پیاری ماں ہو میرے واسطے اتنی تکلیف اُٹھاتی ہو۔ کیا یہی بٹن ہیں جو تم فراک میں ٹانکوگی؟ کیا یہہ وہ نہیں ہیں جو بہن سیلی کے کپڑے میں لگے تھے؟ لیکن میز پر تو وہ رکھے ہیں۔ کیا انہیں کی درکار ہوگی؟ لو کھانے کی گھنٹی بجی۔ آؤ ماں جان مجھے سخت بھوک لگی ہے"۔

"بلی۔ او بلی کیا تم نے وہ سب باتیں سُنیں؟"

"ہاں"

"میں سوچتا ہوں کہ وہ ہم سے بُری طرح پیش آئیگی"

"میں بھی یہی سوچتا ہوں۔ کیا تم نے سُنا کہ وہ کیسی حلیمی سے باتیں کرتی تھی"؟

"ہاں اُس نے دروازہ کو بھی زور سے نہیں بند کیا"

"اور غصہ سے بھی نہیں بولی"

"ہاں"

"ہاں"

"میں سوچتا ہوں کہ اُس کی فراک میں لگنا بہت ہی اچھا ہوگا"

"میں بھی یہی سوچتا ہوں۔ آؤ ہم میز کے اوپر پھر چلے جائیں"

جب مسز برٹن کھانے سے پھر لوٹیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ چاروں بٹن ایک قطار میں میز پر رکھے ہیں اور بڑا تعجب کرنے لگیں کہ اب دو کے چار کہاں سے ہوگئے۔

ننھا ہنری

ننھے ہنری کو پھول اور پیڑ بہت پسند تھے۔ اِس لیے اُس نے اپنے آپ ایک باغیچہ لگایا اور آپ ہی اُس کو پانی دیا کرتا تھا۔ ایک روز صبح کے وقت وہ ایک ڈولچی میں پانی لے کے پودوں کو سینچنے لگا۔ جب پانی سے سوکھی زمین کو تازگی ہوئی تو بڑا آہستہ سے کہنے لگا "ڈولچی میں تمہارا اس ٹھنڈے اور تازہ پانی کے لیے بہت بہت شکر کرتا ہوں" ڈولچی نے جواب دیا "میرے نہیں ہنری کے شکر گذار ہو" تب پیڑ نے آہستہ سے جھوم کے اور دھیمی آواز سے کہا۔ "ہنری اُس ٹھنڈے پانی کے لیے میں تمہارا مشکور ہوں" ہنری نے کہا "میرا شکر نہیں بلکہ کوئیں کا کرو" پیڑ نے کہا "کوئیں اس ٹھنڈے پانی کے لیے میرا شکریہ قبول کرو" کوئیں نے کہا "اُس ٹھنڈے پانی کے واسطے میرا شکر نہیں کرو بلکہ بادل

کا کیونکر جو کچھ پانی مجھ میں ہی بادل سے ملا ہی۔ بادل ہیں اُس ٹھنڈے پانی کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ بادل نے جواب دیا ہمارے نہیں بلکہ سورج کے مشکور ہو تب وہ بڑا گول گول سورج ہنری اور پیڑوں کی طرف دیکھ کے مسکرایا اور کہا۔ یہ سچ ہی کہ سب پانی جس سے بادل بنتا ہی میں کھینچتا ہوں لیکن تم کو میرا شکر نہیں کرنا چاہئے اِس لئے کہ میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہیں آسمانی باپ کا شکر کرنا چاہئے جو سب پیاسوں پیڑوں اور ننھے ننھے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے جنہیں وہ بہت پیار کرتا ہی مینہہ برساتا ہی۔ اِس لئے ای پیارے بچو تم خدا کے شکر گذار ہو۔ "تم خداوند کی شکرگذاری کے گیت گاؤ جو آسمان پر بدلیوں کا پردہ ڈالتا ہی۔ جو زمین کے لئے مینہہ طیار کرتا ہی جو پہاڑوں پر گھاس اُگاتا ہی"۔

لاہور کی کانفرنس کے وسیلہ بہت لوگوں کو خداوند کی آسمانی اور روحانی برکتیں حاصل ہوئیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اِس قسم کے جلسوں نے ہزاروں کو کلام پڑھنے اور دعا مانگنے والے مسیحی بنا دیا ہی۔ مسیحی کلیسیا میں تازگی بخش ایام آرہے ہیں

چکوال

اِس جگہہ ۲۱ فروری ۱۸۹۸ء سے ۲۴ فروری تک سناتن دھرم سبھا کا جلسہ رہا اور قصبہ بھون و چکوال و دیگر گرد نواح کے لوگ قوم اہل ہنود بہت جمع تھے خاصکر ۲۳ تاریخ کو بہت بڑا بھاری مجمع تھا۔ چنانچہ چند معزز عہدہ دار سرکاری بھی وہاں موجود تھے اور اِس جلسہ کا پردھان اور اُپدیشک سوامی رام پرکاش صاحب تھے چنانچہ سنگہہ سبھا کے ممبر اور آریہ سماج کے ممبر بھی وہاں پر موجود تھے۔ جب کچھ سوامی مذکور نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ ہر دو فریق ہم کو مورتی پوجن کے بارہ میں بت پرست کہتے ہیں تاہم یہہ بھی ہمارے بھائی ہیں کیونکہ ایسی ہی بت پرستی ہر دو فریق میں موجود ہی ہم ایک دوسرے کو کچھ کہہ نہیں سکتے کیونکہ ہم سب ہندو ہیں اور پرمیشر ایسا ہی جیسا ایک مکان اور اُس کے چہار دروازہ۔ جس دروازہ سے کوئی چاہے اُسی دروازہ سے آسکتا ہی۔ افسوس کہ ایسے شاستروانوں کو تاحال معلوم نہیں کہ پرمیشر ایک ہی اور اُس کا راستہ بھی ایک ہی ہی جو بغیر وسیلہ خداوند یسوع مسیح کے کوئی پا نہیں سکتا ؛

الراقم

گلاب خاں واعظ انجیل شریف از چکوال

لنڈن مورخہ ۲۷ فروری کی تار سے معلوم ہوا کہ شاہ یونان جب شہر ایتھنز کے باہر گاڑی میں ہوا کھاتے تھے۔ تو دو شخصوں نے جن کے پاس بندوقیں تھیں اُن پر ۹ دفعہ گولیاں چلائیں۔ شاہ کے ہمراہ اُن کی گاڑی میں اُن کی بیٹی بھی تھی۔ شاہ نے اس موقعہ پر جوانمردی اور دلیری ظاہر کی۔ وہ اپنی خاطر بالکل ہراساں نظر نہ آئے مگر گولیوں کے وار سے اپنی بیٹی کو بچاتے رہے۔ شکر کا مقام ہی کہ اگرچہ اِس قدر گولیاں چلائی گئیں مگر تو بھی شاہ اور اُن کی بیٹی بچ گئیں۔ شاہ کا اردلی جو اُن کے ساتھ تھا کہتے ہیں کہ زخمی ہو گیا ہی ؛

---

۲۸ تاریخ کی خبر سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کروتنرا نامی ایتھنز کی میونسپل کمیٹی کا ملازم شاہ جین پر گولیاں چلانے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہی وہ اقبال کرتا ہی کہ میں نے گولیاں چلائیں۔ اور افسوس ظاہر کرتا ہی کہ وہ کارگر نہ ہوئیں ؛

پشاور کی تاروں سے معلوم ہوتا ہی کہ سرحدی فرقے اپنا اپنا تاوان ادا کرتے جاتے ہیں چنانچہ سپاہ آفریدیوں نے بھی جس قدر اُن کا جرمانہ باقی تھا ادا کر دیا ہی یعنے ۴۰۴ بندوقیں (بریچ لوڈنگ) اور تین ہزار روپیہ جرمانہ ؛

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپیوں یا اُس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یوینگ صاحب اڈیٹر و منیجر نورافشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ وایلی کے اہتمام سے چھپا ؛